شذرات

ماہ فروری کے شمارے میں رویتِ ہلال کے بارے میں چند گزارشات پیش کی گئی تھیں، ہمیں افسوس ہے کہ جس خلوص نیت اور حسن مقصد کے تحت انہیں پیش کیا گیا تھا، اُن کو اس حیثیت میں نہیں دیکھا گیا اور ہمارے بعض بزرگوں کو یہ گزارشات اور انہیں پیش کرنے کا انداز ناگوار گزرا اور انھوں نے ان کے بارے میں ناراضگی کا اظہار فرمایا۔ ہمیں اس کا دلی رنج ہے۔ ہم اپنے ان بزرگوں سے عرض کریں گے کہ "الرحیم" کے پیش نظر پہلے دن سے یہ ہے کہ ملک میں علوم دینیہ کا وقار بڑھے۔ وہ اپنی اہمیت وافادیت میں اس مقام پر آجائیں، جہاں آج دوسرے علوم ہیں۔ اس کے ساتھ علماءِ کرام کا معاشرے میں مرتبہ بلند ہو۔ عوام اور حکومت اُن کی باتوں پر کان دھریں اور انہیں اپنا مرشد و رہنما سمجھیں۔ دین دنیا سے الگ تھلگ مسجد یا مدرسہ میں محدود ہو کر نہ رہ جائے۔ وہ قومی زندگی کو مقصدیت دے۔ روح دے۔ اخلاقی رہنمائی بخشے اور اس طرح ملتِ پاکستان کی تشکیل نو ہو سکے۔

رویت ہلال کا معاملہ تو سال میں ایک بار ہوتا ہے۔ اب یہ معاملہ رفت گزشت ہو گیا اس لئے اس پر مزید بحث بے کار ہو گی۔ خدا کرے ایک سال بعد جب عید الفطر آئے تو اس طرح کی بدمزگی پیدا نہ ہو اور حکومت جو ہر حال میں ملک و قوم کی سیاسی، اجتماعی، انتظامی قوت کا مظہر ہوتی ہے، اس کے فیصلے کو سب مانیں اور کم سے کم عید وغیرہ کے موقعوں پر تو پاکستان کے اندر پوری ملت متفق و متحد نظر آئے۔

ہم نے فروری کے شمارے میں عرض کیا تھا اور اب پھر پوری دردمندی کے ساتھ اور بصد عجز و نیاز عرض کریں گے کہ ایک قومی اسلامی حکومت میں علماءِ کرام کا جو رول ہونا چاہیئے، اور جو آج دوسرے آزاد مسلمان ملکوں میں فی الواقع ہے۔ بدقسمتی سے ہمارے ہاں کے اکثر علماءِ کرام اس رول کو اپنانے کے لئے تیار نہیں۔ اور اس ضمن میں وہ ذہناً اور عملاً اُس

فضا میں رہتے ہیں جو اس برصغیر میں ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء سے پہلے تھی۔ اُن میں سے بہتوں کو اب تک یہ معلوم نہیں کہ اس دور میں جب کہ حکومتوں کا کام صرف بیرونی حملوں کو روکنا اور اندرونی طور پر امن قائم نہیں رہا، بلکہ عوام کے لئے روزگار بہم کرنا، اُن کے لئے طبی امداد، مکان، تعلیم اور اس طرح کی دوسری ضروریاتِ زندگی مہیا کرنا بھی حکومتوں کے فرائض میں داخل ہے، اور جو حکومت جس قدر بھی ان فرائض کی ادائیگی میں قاصر ہوتی ہے، اُسی قدر اسے نااہل سمجھا جاتا ہے۔ حکومتوں کا عمل دخل قومی زندگی کے ہر شعبے میں بتدریج بڑھتا جائے گا۔ اور خاص طور سے ملکوں کی معاشی اور ترقیاتی ضرورتیں کچھ اس قسم کی ہوتی جا رہی ہیں کہ حکومتوں کو عوام و خواص کی آمدنی اور خرچ پر زیادہ سے زیادہ کنٹرول کرنا پڑے گا۔

غرض یہ منصوبہ بندی کا دور ہے۔ صرف معاشی منصوبہ بندی نہیں۔ بلکہ پوری قومی و ملکی زندگی کی منصوبہ بندی کا۔ یہ وقت کی ضرورت ہے اور جو ملک اپنے ہاں اس طرح کی منصوبہ بندی نہیں کرے گا، وہاں کسی قسم کی ترقی نہیں ہو سکے گی اور احتیاج و فلاکت عام ہوگی۔

ان حالات میں حکومت پاکستان کو ملک کی مذہبی زندگی کی جملہ سرگرمیوں کو کسی نہ کسی نظام کے تحت لانا ہوگا، اور اس وقت ہمارے ہاں جو فرقہ وارانہ انارکی ہے، تصادم ہے، انتشار ہے اور اس کی وجہ سے عام ضیاع ہے، اسے روکنا پڑے گا۔ اس کے بغیر کوئی چارہ نہیں، تمام مسلمان ملکوں میں فعلاً یہ ہے، اور یہاں بھی یہ ہوگا۔ اس کے بغیر حکومت اپنے فرائض اور ذمہ داریوں سے کبھی بھی عہدہ برآ نہیں ہو سکے گی۔

ہمارے بزرگوں کو ان بدلے ہوئے حالات کی تاریخی منطق کو سمجھنا چاہیئے اور بجائے اس کے کہ وہ حکومت، ہمارے نزدیک حکومت سے مراد کسی خاص شخص کی حکومت نہیں، بلکہ ادارۂ حکومت سے متصادم ہوں اور ہر مسئلے پر خواہ وہ رویت ہلال کا ہو، خواہ عائلی قوانین میں ترمیمات اور خاندانی منصوبہ بندی کا، حکومت کے خلاف مہم چلائیں، وہ "الدین نصیحۃ" کے فرمودۂ عالی پر عمل کر کے حکومت کو صحیح مشورے دیں اور اس کی کوتاہیوں کی اصلاح کریں۔ وہ ہر معاملے میں حکومت کے حریف بن کر میدانِ سیاست میں نہ کودیں۔ اور اسے آئے دن یہ چیلنج نہ دیں کہ دیکھ لیا، عوام ہماری سنتے ہیں، حکومت کی نہیں۔ اس طرح کا تصادم خطرناک ہے،